سوال

میں اپنی بیٹی کی پرورش کے زیادہ حقدار کے متعلق دریافت کرنا چاہتی ہوں، میرے پہلے خاوند نے تقریبا چار برس قبل مجھے طلاق دی تومیں حاملہ تھی، بعد میں بیٹی پیدا ہوئی جو کہ اب تک میرے ساتھ رہ رہی ہے، الحمد للہ میں نے دوماہ ایک اچھے دینی بھائی سے شادی کرلی ہے، اس وقت سے میرا سابقہ خاوند میرے موجودہ خاوند کے ساتھ فون پر میری بیٹی کے متعلق بات چیت کرتا رہتا ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا میں بیٹی کو باپ کے سپرد کردوں حالانکہ وہ اس کی پرورش کا اہتمام نہیں کرتا، یا کہ میں بیٹی کو اپنے پاس ہی رکھوں چاہے میں نے دوسری شادی بھی کرلی ہے میں نے ایک فتوی پڑھا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ جب عورت شادی کرلے تو باپ اولاد کی پرورش کا زیادہ حقدار ہوگا، برائے مہربانی مجھے اس مسئلہ کے متعلق معلومات فراہم کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے ؟

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور درود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

دین اسلام نے بچوں کی بہتر تربیت اور پرورش کرنے اور خاص کر پرورش کی عمر میں ان کی دیکھ بھال کرنے کی حرص رکھی ہے، اور جب خاوند و بیوی کے مابین علیحدگی ہوجائے تو یہ چیز اور یقینی اور تاکیدی بن جاتی ہے، اس لیے بچے کی مصلحت کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور انسانی فطرت سلیمہ بھی اس کی دعوت دیتی ہے، چہ جائیکہ شریعت اسلامیہ اس پر ابھارتی ہو، کیونکہ شریعت اسلامیہ ہر برائی سے روکتی اور ہر قسم کی بھلائی کی ترغیب دلاتی ہے

اور اصل یہ ہے کہ: جب طلاق ہوجائے تو چھوٹے بچوں کی پرورش کا باپ سے زیادہ ماں کو حق حاصل ہے، اور اگر ماں شادی کرلے تو اس کا یہ حق پرورش ساقط ہوجاتا ہے

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" علماء کا اتفاق و اجماع ہے کہ جب خاوند اور بیوی میں علیحدگی و جدائی ہوجائے اور ان کا بچہ ہو تو جب تک ماں نکاح نہیں کرتی تو اس کی ماں زیادہ حقدار ہے، اور اس پر بھی متفق ہیں کہ جب ماں شادی کرلے تو پھر اس کا حق نہیں رکھتی " انتہی

دیکھیں : الاجماع (24).

اس کی دلیل سنت نبویہ میں ملتی ہے ابو داود میں حدیث ہے کہ :

ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس بیٹے کےلیے میرا پیٹ اس کےلیے رہنے کی جگہ تھی، اور میری چھاتی اس کی خوراک کا باعث تھی، اور میری گود اس کی حفاظت کی جگہ تھی، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے، اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا :

" تم جب تک نکاح نہیں کرتی اس کی زیادہ حقدار ہو"

سنن ابوداود حدیث نمبر (2276) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابوداود حدیث نمبر (1968) میں اسے حسن قرار دیا ہے

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"بچے کی ولایت دو قسم کی ہے :

ایک قسم میں تو ماں اور اس کی جانب سے جو بھی ہو پر باپ کو مقدم کیا جائیگا، اور وہ مال اور نکاح کی ولایت ہے

اور دوسری قسم میں باپ پر ماں کو مقدم کیا جائیگا، اور وہ پرورش و رضاعت کی ولایت ہے، اور ان دونوں قسموں میں والدین میں سے اس فریق کو مقدم کیا گیا ہے جو بچے کی مصلحت کو پورا کر سکتا ہے، اور بچے کی مصلحت والدین میں سے جس کے ساتھ موقوف ہے اور وہ اس کو پورا کر سکتا ہے

اور جب عورتیں پرورش و تربیت کی زیادہ ماہر ہیں اور اس پر وہ صبر بھی کرتی ہیں اور نرمی بھی اور اس کے لیے وقت بھی صرف کرتی ہیں اس لیے انہیں باپ پر مقدم کیا گیا ہے

اور جب بچے کی شادی کی مصلحت اور احتیاط کے حصول میں باپ زیادہ بہتر ثابت ہو سکتا تھا تو اس مسئلہ میں باپ کو ماں پر مقدم کیا گیا

چنانچہ پرورش کے معاملہ ماں کو مقدم کرنا محاسن اسلامیہ اور بچوں کی احتیاط اور ان کی بہتری میں شامل ہوتا ہے، اور مال اور شادی کے مسئلہ میں باپ کو مقدم کرنا بھی ایسے ہی محاسن اسلام اور بچے کی بہتری میں شامل ہوتا ہے " انتہی

دیکھیں : زاد المعاد (392/5).

لیکن اگر جسے حق پرورش حاصل ہے چاہے ماں ہو یا باپ وہ بچے کی پرورش میں حق ضائع کرنے والا ہو تو پھر حق پرورش اس کو منتقل ہو جائیگا جو بچے کی دیکھ بھال کر سکتا ہو اور اس پر مہربانی کرے

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" امام احمد اور ان کے اصحاب باپ کو اس صورت میں مقدم کرتے ہیں جب اس میں بچی کو کوئی ضرر نہ ہو، فرض کریں کہ اگر وہ بچی کی حفاظت اور دیکھ بھال کرنے سے عاجز ہو یا پھر اس کی حفاظت اور دیکھ بھال میں کوتاہی کا مرتکب ہوتا ہو تو پھر اس حالت میں ماں کو مقدم کیا جائیگا

ماں اور باپ میں سے جسے بھی ہم نے مقدم کرینگے وہ اس لیے کہ جب اس میں بچی کی مصلحت حاصل ہوتی ہو، یا پھر اس سے اس کی خرابی دور ہوتی ہے، لیکن اگر ان میں سے کسی ایک میں خراب اور فساد کی موجودگی میں بلاشک و شبہ دوسرا حق پرورش میں اولی ہوگا " انتہی

دیکھیں : مجموع الفتاوی (131/34).

اور ان کا یہ بھی کہنا ہے :

" اگر فرض کیا جائے کہ باپ نے سوکن سے شادی کرلی اور اس بچی کو اس کی ماں کی سوکن کے پاس چھوڑے گا جو اس کی مصلحت پر عمل نہیں بلکہ اسے اذیت دے گی، یا پھر اس کی مصلحت اور دیکھ بھال میں کوتاہی کریگی، اور اس کی ماں بچی کی مصلحت پر عمل کرتی ہے اور اس کی اذیت و تکلیف نہیں آنے دیتی تو یہاں حق پرورش ماں کو حاصل ہوگا

یہاں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شارع نے ماں اور باپ میں سے کسی ایک کو مطلقا مقدم کرنے یا ماں باپ میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے متعلق شارع نے کوئی واضح نص بیان

نہیں کی

اور علماء اس پر متفق ہیں کہ ان میں سے کسی ایک کو مطلقا متعین نہیں کیا جا ئیگان بلکہ زیادتی و کوتاہی کی صورت میں اس پر مقدم نہیں کیا جا ئیگا جو نیک و صالح اور عادل ہو اور واجبات کی ادائیگی کرنے والا ہو" انتہی

دیکھیں : مجموع الفتاوی (132/34).

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام کا کہنا ہے :

"جب خاوند اور بیوی میں علیحدگی و جدائی ہو جائے تو بچے کی پرورش کا سب سے زیادہ حق ماں کو حاصل ہے، اور جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو اسے اختیار دیا جا ئیگا کہ وہ جسے چاہے اختیار کر لے جسے بچہ اختیار کرے اسی کے پاس رہے گا، اور اگر بچی جب سات برس کی ہو جائے تو باپ اس کا زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ وہ حفاظت و نگہبانی کی محتاج ہے، اور ماں بھی کسی ایسے شخص کی محتاج ہے جو اس کی حفاظت کرے اور اسے بچا کر رکھے، امام احمد کے مسلک میں پرورش والے بچے یا بچی کو کسی ایسے کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیا جا ئیگا جو اس کی نہ تو حفاظت کر سکتا ہو، اور نہ ہی اس کی دیکھ بھال کر سکتا ہو" انتہی مختصرا

دیکھیں : فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (21/194-195).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں :

"جب بچی سات برس کی ہو جائے تو وہ اپنے باپ کے پاس رہے گی حتی کہ اس بچی کی شادی ہو جائے اور خاوند اسے اپنے ذمہ میں لے جائے؛ کیونکہ اس کا باپ اس کی زیادہ حفاظت کرنے والا ہے، اور دوسرے سے اس کی ولایت کا زیادہ حقدار ہے

اور کسی ممانعت کے نہ ہونے کی صورت میں ماں کو اپنی بچی سے ملنے سے نہیں روکا جا ئیگا، اور اگر باپ بچیوں کی حفاظت سے عاجز ہو، یا پھر وہ اپنے کام کاج یا قلت دین کی بنا پر ان کی پرواہ نہ کرے تو اس کی ماں بچی کی حفاظت کر سکتی ہو تو وہ اپنی ماں کے پاس رہے گی" انتہی

ماخوذ از : ویب سائٹ شیخ الفوزان

پرورش کا مقصد بچے کی مصلحت ہے، اگر تو یہ مصلحت ماں پوری نہیں کر سکتی تو حق پرورش باپ کو منتقل ہو جا ئیگا اور اسی طرح اگر باپ نہیں کر سکتا تو ماں کو منتقل ہو جا ئیگا

لیکن والدین کو چاہیے کہ وہ بچے کی مصلحت کی خاطر ایک دوسرے سے تعاون کریں، تا کہ ان دونوں کا نزاع اور اختلاف بچے کے انحراف یا ضائع ہونے کا باعث نہ بنے

مزید آپ سوال نمبر (20705) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں

اور پرورش کے متعلق جب تنازع ہو جائے تو اس معاملہ کو قاضی کے سامنے پیش کرنا چاہیے تا کہ وہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرے، یا پھر والدین کسی ایسے شخص پر متفق ہو جائیں جو عقل و خرد کا مالک ہو اور دین والا نیک و صالح ہو اور وہ بچے کی مصلحت کو مد نظر رکھتا ہوا فیصلہ کرے

واللہ اعلم.

الاسلام سوال و جواب